Fikr-o-Nasar (Islamabad) 35:4 (1998)



نقطۂ نظر :

# "عقل بحیثیت مصدر فقہ - تاریخی حوالے سے بحث"

سیّد امتیاز علی ☆

جہاں اسلامی نظام کی تشکیل کی بحث آتی ہے وہاں اسلامی فقہ کی بحث بھی ساتھ ساتھ آتی ہے - نظام اور قانون کا چولی دامن کا ساتھ ہے- ہر فقہ کے اپنے ماخذ ومصادر ہیں - عصر حاضر میں اہل سنت کے نزدیک فقہ کے ماخذ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس قرار دیئے جاتے ہیں(۱) اور فقہ جعفریہ کے ماخذ قرآن، سنت، اجماع اور عقل(۲) کہے جاتے ہیں - اگر صرف ماخذ و مصادر کو دیکھا جائے تو یہ فقہیں قیاس اور عقل کے ماخذ کے لحاظ سے مختلف ہیں - اس مقالے میں ہم " عقل "کو فقہی مصدر کے لحاظ سے دیکھتے ہوئے تاریخی حوالے سے ایک بحث کرنا چاہتے ہیں کہ " عقل" کب اور کس کے ذریعے سے فقہی مصدر کے طور پر متعارف ہوئی -

تاریخی حوالے سے اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے اجمالی طور پر بطور مقدمہ چند امور کی وضاحت ضروری ہے -

۱- انسانی عقل کی دینی امور میں مداخلت کی بحث ہمیشہ سے علمائے اسلام کے درمیان ایک اہم اور گنجلک بحث رہی ہے - اس بحث کے اثرات نہ صرف علم اصول فقہ پر

---

☆ اخوت اکادمی ، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　http://iri.iiu.edu.pk/

مرتب ہوئے بلکہ علم کلام و دیگر علوم بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے - جملہ مکاتب فکر کے علماء کے درمیان اس مسئلے پر اختلاف رہا ہے - اہل سنت میں علم اصول میں قیاس ، استصحاب، استحسان وغیرہ کی بحث میں پائے جانے والے اختلافات بھی اسی بحث کے باعث ہیں ، اسی طرح اہل تشیع میں عقل کی حجیت کے حامی و مخالفین، اصولی علماء اور اخباری علماء کے دو گروہوں میں بٹ گئے - اگرچہ آج کے علمائے امامیہ کی قریب بہ اتفاق اکثریت اصولی علماء پر مشتمل ہے لیکن ان کی علمی کتب اس اختلافی بحث سے پر ہیں - انسانی عقل کی دینی امور میں مداخلت کی اس بحث میں پائے جانے والے اختلافات کی وجوہات یہ ہیں کہ " عقل " کی تعریف اور شریعت میں اس کی حدود و قیود کو صحیح طور پر متعین نہیں کیا گیا بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ ان امور پر اتفاق رائے قائم نہ ہو سکا اور اس سلسلے میں کوئی ایسا پلیٹ فارم یا ادارہ نہ تھا جو الفاظ اور اصطلاحات کے تعین میں سند کی حیثیت رکھتا- لہذا اگر بغور دیکھا جائے تو شاید ہم اس نتیجے پر پہنچ جائیں کہ اس بحث و اختلاف کی بنیاد لفظوں کی صحیح اصطلاح کا متعین نہ ہونا ہے -

۲- فقہ جعفریہ کے اصول جس میں " عقل " کو بطور مصدر فقہ قرار دیا گیا ہے ، وہ دراصل دو حکموں کے درمیان ایسے تلازم و ملازمت کا قیام ہے جو یقین و قطع آور ہو- اہل تشیع کی بنیادی دینی درسگاہوں یعنی حوزہ علمیہ نجف اشرف (عراق) اور حوزہ علمیہ قم مقدس (ایران) میں علم اصول فقہ کی درسی کتاب " اصول الفقہ " کے مصنف " محمد رضا مظفر " لکھتے ہیں : کتاب و سنت کے ساتھ جو عقل مصدر فقہ ہے وہ ہر وہ عقلی قضیہ ہے جس کے ذریعے سے کسی شرعی حکم کے بارے میں قطعی علم حاصل ہو جائے[۳] -

۳- فقہ جعفریہ میں مصدر فقہ کے طور پر جس عقل کو شامل کیا گیا ہے ، اس میں ان کے بقول قیاس شامل نہیں ہے کیونکہ " قیاس " کے ذریعے سے حکم شرعی کے بارے میں یقینی علم حاصل نہیں ہوتا - علمائے امامیہ کی اصولی کتب میں واضح طور پر درج ہے کہ " قیاس " جو کسی ایک جزئی حکم سے کسی دوسرے جزئی حکم کے استخراج کا نام ہے یقین آور نہیں ہو سکتا - ہمیشہ وہ عقلی حکم یقین آور ہوتا ہے جو کسی کلی حکم سے جزئی حکم کے

استخراج سے متعلق ہو۔ جناب شیخ محمد رضا مظفر اپنی کتاب اصول الفقہ میں "حجیۃ القیاس" کے باب کے آغاز میں لکھتے ہیں : "قیاس منطق کی اصطلاح "تمثیل" کی جنس سے ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ تمثیل ان ادلہ میں سے ہے جس سے صرف احتمال کا فائدہ ہوتا ہے" (۴) کیا واقعی "قیاس" یقین آور ہے یا نہیں ؟ یہ بحث ہمارے مضمون کے دائرہ کار سے باہر ہے البتہ ہم اجمالی طور پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مکتب امامیہ کے نزدیک "عقل اور قیاس" دو علیحدہ مصادر ہیں جس میں وہ عقل کو بطور مصدر قبول کرتے ہیں اور قیاس کو رد کر دیتے ہیں۔

۴۔ جیسا کہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ ہمارا موضوع بحث مصدر فقہ "عقل" وہ عقلی حکم ہے جو دو حکموں کے درمیان بطور یقین ملازمت و تلازم قائم کرتا ہے ، لہذا ہمارا مقام بحث وہ مقام ہے جو کسی فقیہ و مجتہد کو فتویٰ دیتے ہوئے حاصل ہوتا ہے ، یعنی ہماری مراد یہ ہے کہ اگر کوئی فقیہ اس نتیجے تک پہنچ جائے کہ ایک یا چند احکام شرعی کا نتیجہ یقینی اور لازمی طور پر ایک یا چند دیگر احکامات ہیں تو وہ ان اخذ شدہ احکامات کو شرعی احکام کے طور پر پیش کر سکتا ہے۔ لہذا ہماری گفتگو کا محور مقام فتویٰ ہے ، نہ کہ شرعی احکامات کے بارے میں ہر عامی کی رائے و خیال۔

۵۔ علمائے اہل تشیع کی غالب اکثریت بیان شدہ تعریف کے مطابق "عقل" کو قرآن و سنت کی طرح کا ماخذ قرار دیتی ہے اور اس سلسلے میں مصادر میں درجہ بندی کی قائل نہیں ، اگرچہ امامیہ کے بعض علمائے قدیم اس سلسلے میں درجہ بندی کے قائل رہے ہیں۔ اس بات کی وضاحت حوالے کے ساتھ آئندہ سطور میں ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ اہل سنت کے اصول فقہ کے چاروں مذاہب ماخذ اصول میں درجہ بندی کے قائل ہیں ، لہذا قیاس کو چوتھے درجے پر ماخذ اصول مانتے ہیں۔

مذکورہ چند وضاحتوں سے یہ بات روشن ہو گئی کہ عقل کو بطور مصدر فقہ تسلیم کر لینا صرف جدید مسائل سے متعلق نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ کار تمام مسائل پر محیط ہے۔ اب ہم اپنی اصل بحث کی طرف آتے ہیں تاکہ مکتب جعفریہ کی کتابوں سے یہ ثابت کر سکیں کہ

انھوں نے عقل کو کب اور کس کے ذریعے سے مصدر فقہ تسلیم کیا۔

## علم اصول فقہ کی تدوین :

کہا جاتا ہے " ضرورت ایجاد کی ماں ہے"۔ جب کسی چیز کی ضرورت پیش آئے تو اس کی ایجاد بھی ہو جاتی ہے ۔ جب فقہ و قانون کی ضرورت پیش آئی تو اس کی تدوین بتدریج شروع ہوگئی ۔ جعفری اور غیر جعفری مسالک میں " نص" کے زمانے کی مدت میں اختلاف ہے اور یہی اختلاف ان فقہوں کے زمانہ تدوین میں اختلاف کا باعث بھی ہے کہ ان فقہوں کی تدوین کا زمانہ بھی مختلف ہے ۔ جعفری مسلک کے مطابق زمانہ "نص" نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے ساتھ اختتام کو نہیں پہنچا بلکہ بارہ معصوم اماموں کے زمانے میں بھی جاری رہا۔ اس طرح جعفری مسلک کا زمانہ نص ۲۶۰ سال پر محیط ہے ۔ غیر جعفری مسالک، زمانہ نص کو نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے ساتھ ہی ختم کر دیتے ہیں ۔ لہذا جب آپ ﷺ کی رحلت کے بعد قانون سازی کی ضرورت پیش آئی تو ابتداء میں تو قرآن و سنت سے استفادہ کیا جاتا رہالیکن بعد میں جب بہت سے مسائل فقھاء اور بزرگان ان ماخذوں سے حل نہ کر سکے تو دوسرے ماخذوں کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اس طرح " اجماع"، "قیاس" ، " استحسان"، "مصالح مرسلہ" وغیرہ جیسے ماخذ سے استفادہ کیا گیا اور " علم اصول فقہ " اور " علم فقہ" تدوین ہوئے جبکہ جعفری مسلک کو ان علوم کی ضرورت اپنے زمانہ "نص" کے ختم ہونے کے بعد پیش آئی ۔

معروف جعفری فقیہ آیت اللہ العظمی شہید باقرالصدر لکھتے ہیں :۔

> " کوئی فقیہ جتنا " نص" کے زمانے سے دور ہوگا اتنا ہی اس کے لئے مدارک شرعیہ سے حکم کو سمجھنے میں پیچیدگیاں زیادہ ہوں گی اور زمانی دوری کے نتیجہ میں استنباط کا میدان وسیع ہو جائے گا ۔ پس ایسے موقع پر اکثر فقیہ احساس کرتے ہیں کہ کچھ عمومی قواعد بنائے جائیں جس کے ذریعے ان پیچیدگیوں کو حل کیا جائے اور اس وسیع میدان کا احاطہ کیا

جائے ، لہذا علم اصول فقہ کی ضرورت ایک تاریخی ضرورت ہے یعنی یہ کہ زمانہ "نص" سے فقیہ جس قدر دور ہوگا اتنا ہی علم اصول فقہ کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرے گا اور اسی قدر اس کے استنباطی عمل میں شکوک و شبہات بڑھ جائیں گے ۔ اس بنیاد پر ہمارے لئے آسان ہے کہ سنی مکتب فکر کے علم اصول کی تدوین اور امامیہ مکتب فکر کے علم اصول فقہ کی تدوین کے درمیان مدت کے فرق کی وضاحت کر سکیں ۔ تاریخ بلاشبہ بتاتی ہے کہ سنی مکتب فکر میں علم اصول فقہ کا تدوین ہونا اور اس کا رواج پانا امامیہ مکتب فکر میں علم اصول فقہ کے تدوین ہونے اور رواج پانے سے پہلے تھا اور یہ فرق اس لئے تھا کہ سنی مذہب والے یہ سمجھتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی رحلت ہی سے "نص" کا زمانہ ختم ہوگیا ۔ پس جب دوسری صدی ہجری میں سنی مکتب فکر کی فقہ نے رواج پایا اس وقت وہ "نص" کے زمانے سے اس قدر دور ہو چکے تھے کہ فطری طور پر مسائل میں پیچیدگیاں اور باریکیاں پیدا ہونا شروع ہو چکی تھیں لیکن اس وقت امامیہ مکتب فکر اپنے شرعی "نص" کے زمانے میں تھا کیونکہ امام ، نبی کے وجود ہی کا تسلسل ہوتا ہے پس استنباط میں امامیہ فقہاء اس قدر کم مشکلات کا شکار ہوئے کہ انہیں علم اصول فقہ کی تدوین کی بہت زیادہ ضرورت کا احساس ہی نہ ہوا ۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ امام کی غیبت کے شروع ہوتے ہی یا ایک خاص طریقے سے غیبت صغریٰ کا خاتمہ ہوتے ہی امامیہ کے اصولی اذہان کھل گئے" (۵)۔

اسی بات کو ایک اور انداز میں استاد شہید مرتضیٰ مطہری نے یوں لکھا ہے :-

" شیعہ فقہاء کی تاریخ کو غیبت صغریٰ (۲۶۰-۳۲۰) کے زمانے سے آغاز کرنے کی ہمارے پاس دو دلیلیں ہیں - ایک یہ کہ غیبت صغریٰ سے پہلے کا زمانہ ائمہ اطہار کی موجودگی کا زمانہ ہے اور ائمہ کی موجودگی کے زمانے

میں اگرچہ فقہاء ، مجتہدین (اپنے صحیح معنی میں) اور ارباب فتوی بھی موجود تھے بلکہ ائمہ اطہار ان کے فتوی صادر کرنے پر حوصلہ افزائی فرماتے تھے لیکن ائمہ کی موجودگی کی وجہ سے وہ تحت الشعاع چلے گئے تھے یعنی ان کی مرجعیت صرف اس وقت ہوتی تھی جب ائمہ تک پہنچنا مشکل ہوتا تھا- عوام کی حتی الامکان یہی کوشش ہوتی تھی کہ اصلی ماخذ (یعنی ائمہ) تک پہنچیں اور خود یہ فقہاء بھی ائمہ سے اپنی مکانی دوری کے مطابق اپنی مشکلات کو ائمہ اطہار کے سامنے ہی پیش کرتے تھے - دوسری دلیل یہ ہے کہ بظاہر ہماری تدوین شدہ فقہ غیبت صغری کے زمانے سے ہے یعنی اس زمانے سے پہلے شیعہ فقہ کی کوئی تالیف یا کتاب موجود نہیں ہے یا مجھے اس کا علم نہیں ہے "(۶) -

فقہ جعفریہ میں "عقل" مصدر فقہ کی حیثیت سے :-

فقہ جعفریہ کے اصول کی جو کتابیں موجود ہیں ان سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس نے سب سے پہلے صراحت کے ساتھ "عقل" کو مصدر کے طور پر پیش کیا اور بیان کیا وہ ساتویں صدی ہجری کے فقیہ جناب محقق حلی (م۶۷۶ھ) تھے جن کی فقہ کی کتاب " شرائع الاسلام " آج بھی اکثر شیعہ مدارس کے درسی نظام میں شامل ہے - اصول فقہ میں اپنی کتاب " معتبر" میں وہ لکھتے ہیں :

" مستندالاحکام وهی عندنا خمسة الکتاب والسنة والاجماع و دلیل العقل والاستصحاب"

انھوں نے اسی کتاب میں دلیل عقلی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے -

" دلیل العقل فقسمان احدهما ما یتوقف فیه علی الخطاب ----- والقسم الثانی ما ینفرد العقل بالدلالة علیه "(۷)

اس تقسیم کی روشنی میں دلیل عقلی کے ذریعے استنباط شدہ بعض شرعی مسائل کے لئے شرعی خطاب کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ بعض مسائل ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے لئے شرعی خطاب کی بھی ضرورت نہیں بلکہ ان کے حکم کے اثبات کے لئے عقل ہی کافی ہے۔

ساتویں صدی ہجری سے پہلے جعفریہ اصول فقہ کی کتابوں میں اس انداز سے کہ "عقل" کو باقی مصادر کی ردیف میں ذکر کیا جائے اور پھر اس کی وضاحت بھی کی جائے پیش نہیں کیا گیا، شاید یہی وجہ ہو کہ اہل سنت کے کچھ محققین اس بات سے لاعلم ہیں کہ آج کی جعفریہ فقہ میں "عقل" کو بحیثیت مصدر شمار کیا جاتا ہے۔

جناب ڈاکٹر صبحی محمصانی "فلسفۂ شریعت اسلام" میں مکتب شیعہ کے فقہی ماخذ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اھل شیعہ کے نزدیک شریعت کے دلائل یعنی قانون کے ماخذ کتاب، سنت اور اجماع ہیں" (۸)

اسی طرح عصر حاضر میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی شرعیہ اکیڈمی سے شائع شدہ کتابچوں "اسلامی قانون کے ماخذ" کے مولف نے اس جگہ بھی "عقل" کا نام بطور مصدر پیش نہیں کیا جہاں ان ماخذوں کا ذکر کیا ہے، جن کے بارے میں اسلامی مکاتب میں اختلاف ہے (۹)۔

ابن جنید اسکافی اور "عقل":-

معاصر شیعہ محقق جناب آیت اللہ ابراہیم جناتی کا دعوی ہے کہ "عقل" کو سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری کے معروف شیعہ فقیہ ابن جنید اسکافی نے متعارف کروایا۔ وہ لکھتے ہیں:

"جو مدارک اس وقت ہماری دسترس میں ہیں ان سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ "عقل" کو بحیثیت منبع و مصدر فقہ سب سے پہلے ممتاز شیعہ فقیہ جناب ابو علی ابن جنید(م-۳۸۱ھ) نے متعارف کروایا - نہ فقط متعارف کروایا بلکہ استنباط کرتے ہوئے اس کو دلیل کے طور پر بھی پیش کیا- ابن جنید سے پہلے کے فقہی آثار میں اس عنوان کے تحت بحث کو مشاہدہ نہیں کیا گیا"(۱۰)-

ابن جنید اسکافی کا دور شیعہ مکتب فکر کے مطابق غیبت صغری کے دور سے متصل ہے - لہذا جب شیعہ فقہاء اور شیعہ اصولی علماء کا شمار کیا جاتا ہے تو ابن جنید کا نام سرفہرست ہوتا ہے(۱۱) - ابن جنید کی کوئی تالیف اس وقت موجود نہیں(۱۲) ، البتہ بعد کے فقہاء و علماء کی تحریروں میں ان کے اقوال نقل ہوئے ہیں - جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی کتابیں قدیم علماء کے پاس موجود تھیں -

ہم اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ ابن جنید نے سب سے پہلے شیعہ فقہ میں "عقل" کو مصدر فقہ کے طور پر متعارف کروایا کیونکہ ابن جنید کے آراء و اقوال اس سلسلے میں صحیح طور پر معلوم نہیں ہیں یعنی وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے نزدیک عقل بھی ایک مصدر فقہ ہے ، علاوہ ازیں اکثر محققین نے تو یہ لکھا ہے کہ ابن جنید "قیاس" کے قائل تھے(۱۳)- معروف شیعہ عالم جناب شیخ مفید(م۴۱۳ھ) نے ایک کتاب" النقض علی ابن جنید فی اجتہاد الرای" تالیف کی ہے(۱۴) - شیعہ کتب میں اجتہاد الرای سے مراد قیاس لیا جاتا ہے - شیخ مفید کا اس کتاب کو تالیف کرنا ثابت کرتا ہے کہ ابن جنید نے "عقل" کو فقہی مصدر کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ انہوں نے اجتہاد کا کوئی ایسا اسلوب اختیار کیا تھا جسے ان کے ہم عصر بلکہ ان کے شاگرد جناب شیخ مفید نے "اجتہاد الرای" کا نام دیا اور ان کے اس موقف کے رد میں کتاب تالیف کی - شیخ مفید نے اصول فقہ پر اپنے رسالے میں اصول احکام تین کہے ہیں :

(۱) کتاب (۲) سنت اور (۳) ائمہ معصوم کی احادیث

ان اصول احکام کو شمار کرنے کے بعد ان اصول کے حصول کے تین راستے بیان کئے ہیں ۔

(۱) شفاھا رو برو ہو کر سنا جائے
(۲) خبر و روایت کے ذریعے
(۳) فکر و عقل کے ذریعے(۱۵)

اپنی ایک اور کتاب اوائل المقالات میں شیخ مفید صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں :

" هو (العقل) سبيل معرفة حجية القرآن و دلائل الاخبار "(۱۶)

لہذا اگر ابن جنید کی بات " عقل" کو متعارف کروانے کی ہوتی تو شاید شیخ مفید ان کے رد میں کتاب تالیف نہ کرتے کیونکہ وہ خود اپنی کتابوں میں "عقل" کو اصول احکام تک رسائی کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں ۔

ابن ادریس اور "عقل" :-

محقق حلی سے پہلے اگر کسی شیعہ فقیہ نے "عقل" کو ایک ماخذ کے طور پر پیش کیا ہے تو وہ ابن ادریس (م-۵۹۰ھ) ہیں ۔ اپنی کتاب "سرائر" میں لکھتے ہیں :

" فاذا فقدت الثلاثة (الكتاب و السنة والاجماع) فالمعتمد فى المسائل الشرعيه عندالمحققين الباحثين عن ماخذ الشريعة التمسك بدليل العقل "

یعنی جب بھی کوئی شرعی مسئلہ کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت نہ ہوتا اس وقت محققین مسئلہ شرعی کے حکم کے بارے میں دلیل عقلی کا سہارا لیتے تھے(۱۷) ۔

گو کہ ابن ادریس نے دلیل عقلی کو ایک مآخذ کے طور پر پیش کیا ہے لیکن اولاً انھوں نے اسے بقیہ مصادر کی ردیف میں نہیں بلکہ ان کے بعد قرار دیا ہے ، ثانیاً یہ کہ دلیل

عقل سے ان کی کیا مراد ہے اسے واضح نہیں کیا۔ جبکہ محقق حلی نے صراحت سے "عقل" کو بقیہ مصادر کی ردیف میں رکھا ہے اور اس کی کچھ نہ کچھ وضاحت بھی کی ہے - اگرچہ موجودہ زمانے میں اصول فقہ کے بعض ممتاز شیعہ اساتذہ اس بات کو بھی قبول نہیں کرتے کہ محقق حلی جیسے قدیم علماء "عقل" سے وہی مراد لیتے تھے جو آج کی اصول فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں، ان کے دعوے کے مطابق :

"دلیل عقلی" کی اہم بحث کی حدود متقدم اصولیین کے نزدیک روشن نہ تھیں"(۱۸)

شیعہ اصول فقہ کے یہ معاصر استاد جناب علی محمدی جو آج بھی قم کی عظیم الشان مرکزی درس گاہ میں اصول فقہ کی تدریس کر رہے ہیں، اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں :

"محقق اول (یعنی محقق حلی) اور شہید اول کی عبارتوں سے سمجھا جا سکتا ہے کہ دلیل عقلی کا مسئلہ اس زمانے میں بخوبی سمجھا نہ گیا تھا، لہذا انھوں نے لفظی مباحث میں سے کچھ کو عقلی بحثوں میں ڈال دیا"۔

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں :

"میری رائے میں دلیل عقلی کی بحث کو سب سے بہتر جناب سیّد محسن کاظمی نے کتاب المحصول اور جناب شیخ محمد تقی اصفہانی نے کتاب ہدایۃ المسترشدین کے صفحہ ۴۳۱ پر ذکر کیا ہے، اگرچہ ان کی باتوں پر بھی ہمیں اعتراضات ہیں"(۱۹)۔

جناب سیّد محسن کاظمی کی تاریخ وفات ۱۲۲۷ھ اور جناب شیخ محمد تقی اصفہانی کی تاریخ وفات ۱۲۴۸ھ ہے(۲۰)۔ یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ "عقل" کی بحیثیت مصدر فقہ حدود و قیود کا تعین ہوئے ڈیڑھ دو سو سال کا عرصہ ہی ہوا ہے۔ بہر حال یہ کسی مفہوم کی تاریخی ارتقاء کی بحث ہے۔ جو ہمارے اس مقالے کی حدود سے خارج ہے، ہمارا مقصود

صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ علمائے اصول فقہ میں سب سے پہلے کس نے "عقل" کو قرآن، سنت اور اجماع کے مصادر کے ساتھ ذکر کیا، وہ درج بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ ساتویں صدی ہجری کے معروف شیعہ فقیہ جناب محقق حلی نے اپنی کتاب المعتبر میں سب سے پہلے اسے بطور مصدر ذکر کیا۔

## حواشی و حوالہ جات

۱- AHMAD HASAN, THE EARLY DEVELOPMENT OF ISLAMIC JURISPRUDENCE, ISLAMIC RESERCH INSTITUTE, INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY ISLAMABAD, 1988. PAGE: 39

۲- رشاد، محمد- اصول فقہ (فارسی)- مطبوعہ : انتشارات اقبال ، ایران- صفحہ ا-

۳- المظفر ، الشیخ محمد رضا، اصول الفقه (الجزء الثالث) عربی مطبوعة:موسسه مطبوعاتی اسماعلیان قم ایران ص ۱۲۵ " فالذی یصلح ان یکون مرادا من الدلیل العقلی المقابل للکتاب والسنة هو: کل قضیة عقلیة یتوصل بها الی العلم القطعی بالحکم الشرعی"

۴- ایضاً، ص ۱۸٦ " ان القیاس نوع من التمثیل المصطلح علیه فی المنطق وقلنا ان التمثیل من الادلة التی لا تغیر الا الاحتمال"

۵- باقرالصدر، محمد، الشهید، دروس فی علم الاصول، الحلقة الاولی(عربی)- مطبوعه : اسماعیلیان، ایران – صفحه ۵۱-۵۰

" و کلما بعد الفقیه عن عصر النص تعددت جوانب الغموض فی فهم الحکم من مدارکه الشرعیة، و تنوعت الفجوات فی عملیة الاستنباط نتیجة للبعد الزمنی،

فیحس اکثر فاکثر بالحاجة الی تحدید قواعد عامة یعالج بها جوانب الغموض ویملابها تلك الفجوات، وبهذا کانت الحاجة الی علم الاصول تاریخیة بمعنی انها تشتدو تتاکد کلما ابتعد الفقیه تاریخیا عن عصر النص و تراکمت الشکوك علی عملیة الاستنباط التی یمارسها وعلی هذا الاساس یمکن ان نفسر الفارق الزمنی بین از دهار علم الاصول فی نطاق التفکیر الفقهی السنی وازدهاره فی نطاق تفکیر نا الفقهی الامامی، فان التاریخ یشیر الی ان علم الاصول ترعرع وازدهر نسبیا فی نطاق الفقه السنی قبل ترعرعه وازدهاره فی نطاقنا الفقهی الامامی، وذالك لان المذهب السنی کان یزعم انتهاء عصر النصوص بوفاة النبی(ص) فحین اجتاز الفکر الفقهی السنی القرن الثانی کان قد ابتعد عن عصر النصوص بمسافة زمنیة کبیرة تخلق بطیعتها الثغرات والفجوات - واما الا مامیة فقد کانوا وقتئذ یعیشون عصر النص الشرعی، لان الامام امتداد لوجود النبی فکانت المشاکل التی یعانیها فقهاء الامامیه فی الااستنباط اقل بکثیر الی الدرجة التی لا تفسح المجال للاحساس بالحاجة الشدیدة الی وضع علم الاصول ، ولهذا نجدان الامامیة بمجردان انتهی عصر النصوص بالنسبة الیهم ببدء الغیبة او بانتهاء الغیبة الصغری بوجة خاص تفتحت ذهنیتهم الاصولیة ، واقبلوا علی درس العناصر المشترکة " -

٢- مطهری ، مرتضی ، استادشهید ، آشنائی با علوم اسلامی، فقه (فارسی)- مطبوعه : انتشارات صدرا، ایران - صفحه - ٦٠

" تاریخ فقهاء شیعه را از زمان غیبت صغری (٢٦٠-٣٢٠) آغاز می کنیم بدو دلیل: یکی اینکه: عصر قبل از غیبت صغری عصر حضور ائمه اطهار است و در عصر حضور، هر چند فقهاء و به معنی صحیح کلمه مجتهدین و ارباب فتوا که ائمه اطهار آنهارابه فتوا دادن تشویق می کرده اند بوده اند، ولی خواه ناخواه فقهاء به علت حضور ائمه اطهار (ع) تحت الشعاع بوده اند، یعنی مرجعیت آنها در زمینه دست نارسی به ائمه بوده است و مردم حتی الامکان سعی می کردند به منبع اصلی دست یا بندو خود آن فقهاء نیز

مشکلات خود را تا حد مقدور و ممکن باتوجه به بعد مسافتها و سایر مشکلات با ائمه اطهار درمیان می گذاشتند- دیگر اینکه علی الظاهر فقه مدون مامنتهی می شود به زمان غیبت صغری، یعنی تالیف واثری فقهی قبل از آن دوره از فقهاء شیعه فعلا در دست نداریم یا این بنده اطلاع ندارد"-

۷- الحلی، المحقق نجم الدین ابی القاسم جعفر بن الحسن - المعتبر فی شرح المختصر (عربی)، مطبوعه: موسسه سید الشهداء، ایران - ص ۲۸،۳۱،۳۲

۸- محمصانی، ڈاکٹر صبحی- فلسفہ ء شریعت اسلام (اردو) مترجم مولوی محمد احمد رضوی- مطبوعہ : مجلس ترقی ادب، لاہور، صفحہ-۷۹

۹- شام، شہزاد اقبال - اسلامی قانون کے ماخذ، ماخذ اول قرآن - مطبوعہ : شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد - صفحہ ۲

۱۰- جناتی، محمد ابراهیم ، آیت الله - منابع اجتهاد از دید گاه مذاهب اسلامی (فارسی)، مطبوعه: انتشارات کیهان، ایران - صفحه ۲۲۵

" آنچه از مدارك موجود می تو ان استفاده کرد این استکه نخستین بار " عقل" توسط مجتهد نو پرداز فقه شیعه ، ابو علی ابن جنید(م - ۳۸۱ھ) در ردیف منابع اجتهاد و پایه های شناخت معرفی شده و در مقام استنباط مورد استاد قرار گرفته است - زیرادر آثار فقهای پیش از عصر او بحثی به این عنوان مشاهده نشده است " -

۱۱- جناتی، محمد ابراهیم، آیت الله - ادوار اجتهاد از دیدگاه مذاهب اسلامی( فارسی)- مطبوعة: انتشارات کیهان، ایران، ص ۲۲۵

" به اعتراف همه محققان اعم از اصولی و اخباری، وی پایه گذار فقه اجتهادی شیعه بوده است و به همین جهت بود که در کتابهائی فقهی اجتهادی از او وابن ابی عقیل تعبیربه " قدیمین "شده -

ترجمہ: "تمام محققین چاہے اصولی ہوں یا اخباری اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ (ابن جنید) اجتہادی شیعہ فقہ کے بانی تھے اور یہی وجہ ہے کہ فقہی اجتہادی کتابوں میں انھیں اور ابن ابی عقیل کو "قدیمین" کی تعبیر سے یاد کیا گیا ہے"۔

۱۲۔ دوانی، علی- مفاخر اسلام ج۳(فارسی)- مطبوعہ: انتشارات امیر کبیر، ایران- صفحہ ۲۱۵

"تالیفات او مطابق نوشته ابن ندیم و شیخ و نجاشی جمعادر حدود ۵۰ کتاب می باشد که یکی از آنها نزدیک بهست جلد بوده است، ولی متاسفانه این تصانیف پرارزش و کم نظیر به واسطه این که وی قائل به قیاس بوده متروک شده و به مرور ایام از میان رفته است!"

ترجمہ: ان (ابن جنید) کی تالیفات کی تعداد ابن ندیم، شیخ اور نجاشی کے مطابق تقریبا ۵۰ ہے کہ ان میں سے ایک تقریبا ۲۰ جلدوں پر مشتمل تھی لیکن یہ کم نظیر اور باارزش تصانیف متروک ہوگئیں، اس لئے کہ وہ (ابن جنید) قیاس کے قائل تھے اور زمانہ گزرنے کے ساتھ یہ کتابیں ضائع ہوگئیں"۔

۱۳۔ ملاحظہ کیجئے کتاب مفاخر الاسلام (فارسی) ج۳، صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۲، نوشتہ علی دوانی

مطبوعہ: انتشارات امیر کبیر، ایران

۱۴۔ الطباطبائی، عبدالعزیز، السید، حجة الاسلام - حیاه الشیخ المفید و مصنفاته (عربی)-

مطبوعه: الموتمر العالمی بمناسبة الذکری الالفیة لتکریم وفاة الشیخ المفید، قم، ایران صفحه ۳۶۱، حواله رجال النجاشی۴۰۲، الذریعة ۲:۲۸۷

۱۵۔ المفید، الشیخ، ابی عبدالله محمد بن محمد بن النعمان، مصنفات الشیخ المفید ج۹، التذکرة باصول الفقه - مطبوعۃ: الموتمر العاملی لالفیة الشیخ المفید، قم، ایران

۱۶- المفید، الشیخ ، ابی عبدالله محمد بن محمد بن النعمان - مصنفات الشیخ المفید ج٤ -
مطبوعه: الموتمر العاملی لا لفیة الشیخ المفید، قم ، ایران

۱۷- الحلی، ابن ادریس، الشیخ الفقیه ابی جعفر محمد بن منصور احمد- کتاب السرائر (عربی)-
مطبوعه: موسسه النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة فی ایران ، صفحه٤٦

۱۸- محمدی، علی- شرح اصول فقه ج۳، (فارسی) -
مطبوعه : موسسه صوتی اسلامی فجر ، قم ، ایران صفحه ۱٦۰
"حدود این مبحث مهم برای اصولیین متقدم روشن نبوده"

۱۹- محمدی، علی- شرح اصول فقه ج۳ (فارسی) -
مطبوعه: موسسه صوتی اسلامی فجر، قم ، ایران - صفحه ۱٦۰ ، ۱٦۱

" از کلمات محقق اول و شهید اول به خوبی استفاده می شود که مسئله دلیل عقلی در آن زمانها بخوبی مفهوم نبوده لذا پاره ای از مباحث لفظیه رادر مباحث عقلیه جا یگزین نموده اند " -

" بنظر من از همه بهتر جناب سید محسن کاظمی صاحب کتاب المحصول و جناب شیخ محمد تقی اصفهانی صاحب کتاب بدایة المستر شدین در ص۲۳۱ مبحث و دلیل عقلی را مطرح ساخة اند اگرچه برسخنان اینها نیزمناقشاتی داریم "-

۲۰- جناتی، محمد ابراهیم - منابع اجتهاد - مطبوعه: انتشارات کیهان ، ایران، صفحه ۲۲۵

☆☆☆